Vol 6 Issue 7 April 2017

ISSN No : 2249-894X

Monthly Multidisciplinary Research Journal

Review Of Research Journal

Chief Editors

Ashok Yakkaldevi
A R Burla College, India

Ecaterina Patrascu
Spiru Haret University, Bucharest

Kamani Perera
Regional Centre For Strategic Studies, Sri Lanka

Welcome to Review Of Research

RNI MAHMUL/2011/38595 **ISSN No.2249-894X**

Review Of Research Journal is a multidisciplinary research journal, published monthly in English, Hindi & Marathi Language. All research papers submitted to the journal will be double - blind peer reviewed referred by members of the editorial Board readers will include investigator in universities, research institutes government and industry with research interest in the general subjects.

Regional Editor

Dr. T. Manichander

Sanjeev Kumar Mishra

Advisory Board

Kamani Perera
Regional Centre For Strategic Studies, Sri Lanka

Ecaterina Patrascu
Spiru Haret University, Bucharest

Fabricio Moraes de AlmeidaFederal University of Rondonia, Brazil

Anna Maria Constantinovici
AL. I. Cuza University, Romania

Romona Mihaila
Spiru Haret University, Romania

Delia Serbescu
Spiru Haret University, Bucharest, Romania

Xiaohua Yang
University of San Francisco, San Francisco

Karina Xavier
Massachusetts Institute of Technology (MIT), USA

May Hongmei Gao
Kennesaw State University, USA

Marc Fetscherin
Rollins College, USA

Liu Chen
Beijing Foreign Studies University, China

Mabel Miao
Center for China and Globalization, China

Ruth Wolf
University Walla, Israel

Jie Hao
University of Sydney, Australia

Pei-Shan Kao Andrea
University of Essex, United Kingdom

Loredana Bosca
Spiru Haret University, Romania

Ilie Pintea
Spiru Haret University, Romania

Mahdi Moharrampour
Islamic Azad University buinzahra Branch, Qazvin, Iran

Titus Pop
PhD, Partium Christian University, Oradea,
Romania

J. K. VIJAYAKUMAR
King Abdullah University of Science & Technology,Saudi Arabia.

George - Calin SERITAN
Postdoctoral Researcher
Faculty of Philosophy and Socio-Political Sciences
Al. I. Cuza University, Iasi

REZA KAFIPOUR
Shiraz University of Medical Sciences
Shiraz, Iran

Rajendra Shendge
Director, B.C.U.D. Solapur University, Solapur

Awadhesh Kumar Shirotriya

Nimita Khanna
Director, Isara Institute of Management, New Delhi

Salve R. N.
Department of Sociology, Shivaji University, Kolhapur

P. Malyadri
Government Degree College, Tandur, A.P.

S. D. Sindkhedkar
PSGVP Mandal's Arts, Science and Commerce College, Shahada [M.S.]

Anurag Misra
DBS College, Kanpur

C. D. Balaji
Panimalar Engineering College, Chennai

Bhavana vivek patole
PhD, Elphinstone college mumbai-32

Awadhesh Kumar Shirotriya
Secretary, Play India Play (Trust),Meerut (U.P.)

Govind P. Shinde
Bharati Vidyapeeth School of Distance Education Center, Navi Mumbai

Sonal Singh
Vikram University, Ujjain

Jayashree Patil-Dake
MBA Department of Badruka College Commerce and Arts Post Graduate Centre (BCCAPGC),Kachiguda, Hyderabad

Maj. Dr. S. Bakhtiar Choudhary
Director,Hyderabad AP India.

AR. SARAVANAKUMARALAGAPPA
UNIVERSITY, KARAIKUDI,TN

V.MAHALAKSHMI
Dean, Panimalar Engineering College

S.KANNAN
Ph.D , Annamalai University

Kanwar Dinesh Singh
Dept.English, Government Postgraduate College , solan

More.........

Address:-Ashok Yakkaldevi 258/34, Raviwar Peth, Solapur - 413 005 Maharashtra, India
Cell : 9595 359 435, Ph No: 02172372010 Email: ayisrj@yahoo.in Website: www.oldror.lbp.world

ISSN: 2249-894X IMPACT FACTOR : 3.8014(UIF) VOLUME - 6 | ISSUE - 7 | APRIL - 2017

REVIEW OF RESEARCH

ترجمے کی تعریف اور اہمیت

ڈاکٹر تاثیر نواز میر
امیرانگر بھدرواہ، جموں

ترجمے کی سیدھے طور پر اور مختصر الفاظ میں تعریف یہ ہوگی کہ کسی تحریر کو ایک زبان سے دوسری زبان میں نقل کرنے کا عمل ترجمہ کہلاتا ہے۔ علمی ترقی اور توسیع کے ارتقا میں ترجمے کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ترجمہ ہی وہ فن ہے جس کے ذریعے سے ایک قوم دوسری قوم کے ذخیرۂ علم وادب سے آشنا ہوتی رہی ہے۔ اس لئے ترجمے کا فن نہایت قدیم اور بہت اہم ہے۔ ہم ترجمے کے ذریعے ہی دوسری قوموں میں موجود شعر و ادب اور علم و فنون کے خزانے کو اپنی زبان میں ڈھال سکتے ہیں۔ ترجمے کے ذریعے ایک طرف جہاں مذہبی، ثقافتی، علمی اور تہذیبی لین دین ہوتا ہے وہیں دوسری طرف ترجمے کے ذریعے زبانیں پھلتی پھولتی اور مسلسل ترقی کرتی رہتی ہیں۔ اعلیٰ سطح پر ترجمہ دو زبانوں اور تہذیبوں کے درمیان پل کا کام کرتا ہے۔

موجودہ دور میں ترسیل و ابلاغ کا سارا دارومدار ترجمے پر ہی ہے۔ دور دراز کے ممالک میں ہونے والے واقعات اور حادثات کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے ہر ملک اپنی اپنی زبان میں نشر کرکے لوگوں کو حالات سے باخبر رکھتا ہے۔ اس طرح ترجمہ کی عمومی تعریف یہ کی جاسکتی ہے کہ ایک زبان میں بیان کردہ خیالات یا معلومات کو دوسری زبان میں منتقل کرنا کا عمل ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی ماہر لسانیات نے لفظ "ترجمہ نگاری" کی تعریف الگ الگ طور پر کی

ہے۔ حتیٰ کا کچھ کا یہاں تک کہنا ہے کہ بحیثیت مجموعی ترجمہ نگاری فن ساتھ ساتھ سائنس بھی ہے۔

بنظر غائر دیکھا جائے تو ترجمے کا فن ایک مشکل ترین فن ہے۔ اس کے اندر جو پیچیدگیاں ہیں اور اس میں جو خالص علمی، فنی، ادبی اور تخلیقی نوعیت کی صلاحیتوں کو بروے کار لائے بغیر اس عمل میں کامیابی ممکن نہیں ہے۔ یہ فن دوسرے تخلیقی کام سے زیادہ مشکل فن ہے کیوں کہ ایک خیال کو تخلیقی جامہ پہنانے والا شاید اتنا نہیں سوچتا جتنا کہ ایک خیال کو دوسرے خیال میں منتقل کرنے والا سوچتا ہے۔ اس مرحلے سے گذرتے وقت مترجم مصنف کی شخصیت، فکر و اسلوب سے بندھا ہوا ہوتا ہے۔ ایک طرف اس زبان کا کلچر جس میں ترجمہ کیا جارہا ہو مصنف کو اپنی طرف کھینچتا ہو تو دوسری طرف اس زبان کا کلچر جس زبان میں ترجمہ کیا جارہا ہو۔ لیکن یہ فن جس قدر مشکل اس سے کہیں زیادہ مفید بھی ہے۔ یہ فن انسان کی تہذیبی، سماجی، ثقافتی، لسانی، فکری حتیٰ کہ مذہبی ترقی وضرورت ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جب کوئی انسان کسی دوسرے کو اپنا مدعا، اپنے دل کا حال اور مافی الضمیر بیان نہیں کرپائے گا تو اگلا قدم اٹھانے میں کیسے کامیاب ہو گا۔

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ بعض اوقات مترجم کو شارح بننا پڑتا ہے (حالاں کہ ترجمہ اور تشریح دو الگ الگ راستے ہیں) لیکن ایسا عموماً شاعری کے میدان میں ہوتا ہے، کیوں کہ شاعری میں تمثیل، تخیل، علامت، تلمیح، استعارے اور تشبیہ کو ہو بہو منتقل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ پروفیسر مسکین علی حجازی لکھتے ہیں:

"علمی ادبی اور فنی مواد کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا خاصا دشوار کام ہے، یہ کام وہی شخص صحیح طور پر کر سکتا ہے جو متعلقہ علم، صنفِ ادب یا فن کا ماہر ہونے کے علاوہ دونوں زبانوں پر مکمل طور پر قادر ہو۔"

ابتدا میں ایک دوسرے کی زبان سے ناآشنا لوگ اشاروں کی زبان میں ایک دوسرے سے ہم کلام ہوتے تھے۔ اسی دوران مخصوص قسم کی آوازوں نے جنم لیا ہوگا جس کی وجہ سے وہ سماجی رشتے قائم کرنے میں کامیاب ہوئے ہوں گے۔۔۔ لیکن کیا وہ پوری طرح سے اپنے مطالب اور مفاہیم قائم کرنے میں کامیاب ہوئے ہوں گے۔۔۔۔ یقیناً نہیں۔۔ اب چوں کہ یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ ادھوری بات سے کبھی مطمئن نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس نے پوری بات جاننے اور سمجھنے کے لئے اس زبان کو سیکھنے کا فیصلہ کیا ہوگا اور جب زبان سیکھ لی ہوگی تو پھر یہ سوچا ہوگا کہ دوسرے لوگ بھی اس زبان کے اسرار ورموز سے واقفیت حاصل کرلیں۔ تاکہ انھیں ایسی کوئی دشواری پیش نہ آئے جیسی کہ کبھی انھیں آئی تھی۔

تواریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ ایران کے فرماں روا، بغداد کے عباسی خلفا اور مصر کے فاطمی خلفا، علم و ادب کے رسیا تھے اور انھوں نے نہ صرف دنیا کے نام ور شہ پاروں کو عربی زبان میں ترجمہ کروایا بل کہ اپنے زیر قبضہ علاقوں میں کتب خانے قائم کر کے منفرد اور قابلِ تقلید مثالیں بھی قائم کیں۔ بغداد کے بیت الحکمت اور مصر کے بیت الحکم جیسے کتب خانے، اپنی مثال آپ تھے۔ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اردو زبان میں ترجمہ نگاری کی روایت اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود اردو زبان۔ برصغیر پاک و ہند میں ترجمہ نگاری کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ روایت تقریبا پندرھویں صدی کے نصف آخر میں اپنی ابتدائی شکل میں نظر آتی ہے اکبر کے دور میں ایسے ہندووں کی تعداد بہت زیادہ تھی جو فارسی سے بخوبی واقف تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اکبر کو سنسکرت سے خاص لگاو تھا۔ اس نے سنسکرت سے شاعری، فلسفہ، ریاضی اور الجبرا وغیرہ کی کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کروایا۔ اکبر ہی کے عہد میں کئی علما نے مل کر، مہابھارت کا فارسی ترجمہ کرنا شروع کیا، جو 1591 عیسوی میں مکمل ہوا۔ لیلاوتی، نل و من، تاجک اور ہری بنس وغیرہ کے تراجم تیار ہوئے۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ ان ترجموں کی تیاری میں برہمن اور مسلمان عالم دونوں برابر کے شریک تھے۔

اسی طرح علامہ اقبالؔ، غالب اور دیگر بڑے شعرا کی شاعری کے مابعین کئی نثر نگاروں کے نثری پارے دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوئے ہیں۔ اقبال کی بہت ساری نظمیں غیر ملکی زبانوں کا ترجمہ ہیں۔ آخر میں یہی کہنا ہے کہ ادبیات میں تراجم کا سلسلہ رُکا نہیں ہے، اب دیکھنا بس یہ ہے کہ موجودہ دور اور مستقبل میں ترجمے کے ہمہ گیر ادبی و تمدنی اثرات کو کس طرح قبول کیا جاتا

کسی قوم یا معاشرے کی ترقی میں دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ ترجمے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ تہذیبی زندگی کے آغاز سے لے کر سائنسی دور کی تشکیل و تعمیر و تشکیل کے مختلف مراحل تک عمل ترجمہ نے دیگر عوامل کے ہمراہ اپنا اہم کردار بڑی خوبی کے ساتھ نبھایا ہے۔ قدیم ترتہذیبوں کے علم وفنون آج بھی عمل ترجمہ کی وجہ سے زندہ ہیں۔ زبانیں وقت کے ساتھ ساتھ تخریب و تعمیر کے عمل کا اکثر شکار ہوتی رہتی ہیں۔ قدیم سنسکرت اور یونانی زبان اس کی بہترین مثال ہیں۔ یہ زبانیں اب بمشکل ہی دیکھنے کو ملتی ہیں لیکن ان زبانوں کا شاہکار ادب مثلاً کالی داس، شکنتلا اور ارسطوں کی بوطیقا آج بھی موجود ہے۔ یہ فن ترجمہ ہی ہے جس کی وجہ سے یہ شاہکار دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر لوگوں کو مستفید کر رہے ہیں۔

انسانی تہذیب و ثقافت اور علوم و فنون کے فروغ میں جہاں دیگر اسباب و عوامل کار فرما ہے ہیں وہاں تراجم بالخصوص ادبی ترجموں کا اہم حصہ ہے۔ تراجم کے اس فن نے انسانی تہذیبوں اور قوموں کے درمیان پائی جانے والی متعدد رکاوٹوں کو دور کیا ہے اور اس کے ذریعہ ہر عہد اور زمانے میں نئے نئے افکار و نظریات کو ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ تک پہنچنے میں مدد ملی ہے۔ ترجمہ کے وسیلہ سے ہی ایک زبان دوسری زبان کے رجحانات و تخیلات اور افکار و مزاج نیز اس کی صرفی و نحوی ساخت سے آگاہ ہو کر زبان کے رنگ و روپ کو اپناتی ہے اور اپنی تنگ دامنی کو وسعت میں تبدیل کر لیتی ہے۔ لہٰذا یہ دعویٰ کرنا صحیح ہو گا کہ دوسری زبانوں کی اعلیٰ تخلیقات کا ترجمہ بارہا قلمکاروں کو نئے ادبی میلانوں، تہذیبوں اور فنی معیاروں سے متعارف کرا کر جدید احساسات و تجربات اپنانے پر آمادہ کرتا رہا ہے۔

کسی دوسری زبان کے مقابلہ میں اردو کی مثال زیادہ واضح اور ہمارے سامنے کی ہے کہ اس کو ایک ترقی یافتہ زبان بنانے، قومی سطح پر مقبولیت بخشنے اور ملکی زبانوں میں امتیازی درجہ دلانے میں جہاں دوسرے عوامل کا عمل دخل رہا، وہاں انگریزی عربی اور فارسی وغیرہ زبانوں سے مختلف علوم و فنون کے تراجم نے اس میں مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ ایسے ہی تراجم نے اردو زبان کے لیے ترقیوں کے نئے دروازے کھول دیے۔ ان تراجم کے وسیلہ سے تازہ رجحانات، افکار و نظریات مثلاً آزادی، ترقی پسندی، روشن خیالی اور تحقیقی و سائنسی شعبوں میں توانائی اور تازگی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اردو کو ایک باقاعدہ زبان کے مقام پر فائز کرنے میں تراجم کا سب سے بڑا کردار ہے۔ فورٹ ولیم کالج کے بعد دہلی کالج اور جامعہ عثمانیہ کے دارالترجمہ نے اس ضمن میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے، اس کی بدولت ہی یہ زبان بولی سے زبان تک کا سفر بآسانی طے کر سکی ہے۔

اگر سقراط اور افلاطون جیسے فلسفیوں کی ہزاروں سال پرانی تصانیف کا عربی زبان میں ترجمہ نہیں ہوتا تو یہ قیمتی سرمایہ کبھی کا روم اور یونان کے پرانے کھنڈروں میں دب کر فنا ہو گیا ہوتا۔ اسی طرح بو علی سینا، ابو نصر فارابی، ابنِ رشد، کے کارنامے بغداد کے کتب خانوں میں ضائع ہو جاتے۔ ان شاہکار تصانیف کو اگر ترجمہ کرکے دیگر زبانوں کے قالب میں نہ ڈھالا ہوتا تو یہ قیمتی سرمایہ ایک مخصوص وقت اور ایک مخصوص جگہ میں کچھ عرصے کے بعد وقت کے ہاتھوں ضائع ہو گیا ہوتا۔

ایک اور اہم بات یا خوبی جو مترجم میں ہونی چاہیے ،وہ زبان پر گرفت کے ساتھ اس موضوع پر عبور ہے جس کا وہ ترجمہ کر رہا ہو یا کم از کم اس موضوع سے اس کا تعارف ہونا چاہیے جس کا ترجمہ ہو رہا ہو، مثال کے طور پر مترجم قانونی دستاویز کو اردو کا قالب پہنا رہا ہے تو قانون کی اصطلاحات اس کی سمجھ میں آنی چاہئیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ماہر قانون ہو لیکن اگر ایسا ہو تو یقیناً اس کا ترجمہ فنی طور پر زیادہ معیاری ہو جائے گا۔ اس کے برعکس سائنسی، سماجی اور مذہبی مواد کا ترجمہ کرنا ہے تو متعلقہ لغات و اصطلاحات پر دسترس کے ساتھ مذکورہ علوم سے واجبی طور پر واقف ہونا ضروری ہے۔

عصر حاضر میں آمد و رفت (یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا) کی وجہ سے دنیا کی مختلف زبانیں بولنے والوں میں ارتباط و اختلاط بڑھتا جا رہا ہے اور اس لیے ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش بھی تیز سے تیز تر ہوتی گئی ہے۔ دوسروں سے استفادہ کرنے کی ایک صورت ترجمہ بھی ہے۔ زبان کے پھلنے پھولنے میں بھی ترجمہ ایک اہم کردار ادا کرتا ہے ۔ نئی اصنافِ ادب کو بھی ترجمے کے ذریعے سمجھنا ممکن ہو سکا ہے۔ ترجمے کے ذریعے نہ صرف الفاظ اور زبان کی نشو و نما میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ علوم و فنون میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور ذہن میں کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے سے نئے نئے اسالیبِ بیان بھی ظاہر ہوتے ہیں

انفرادی اور اجتماعی دونوں اعتبار سے ہم نے جو ترقی اور تعمیر کی ہے وہ ترجمے کے ذریعے ہی ممکن ہو سکا ہے ۔ بطورِ فن ہم بھلے ہی ترجمے کو طبع زاد کے مقابلے کم تر سمجھتے ہوں مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ترجمہ نے کچھ ایسے کام انجام دیے ہیں جو طبع زاد تصنیف بھی نہیں دے سکتی تھی۔ چند مثالیں تو ایسی بھی ہیں جنہیں ترجمے کے ذریعے ہی قبولیت حاصل ہوئی ہے اور اس طبع زاد تصنیف کو شاہ کار کی حیثیت حاصل ہوئی ہے۔ اردو زبان و ادب میں ادبی تراجم کے ذریعے ہی بہت سی اصناف متعارف ہوئی ہیں۔ نثر میں ڈرامہ ،ناول ، افسانہ ،خاکہ ، انشائیہ ،مکتوب، رپورتاژ، وغیرہ مغربی ادبیات سے ترجمے کے ذریعے ہی ہماری زبان میں آئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نظم میں آزاد نظم، ترائیلے، ہائیکو، سیڈوکا، ماہیے، مثلث و دیگر اصنافِ سخن ترجمے کے ذریعے ہی اردو زبان و ادب میں آئی ہیں۔ مغربی علوم و ادبیات کے علاوہ خود مشرقی ادبیات سے بھی ہم نے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ عربی، سنسکرت اور فارسی ادبیات کا بہت کچھ سرمایہ ہماری زبان میں منتقل ہو چکا ہے۔ مثنوی اور داستانوں میں ہم نے سب سے زیادہ ان تینوں زبانوں سے استفادہ کیا ہے۔ ہائیکو اور سیڈوکا جیسی جاپانی صنفِ سخن تک ہماری رسائی ترجموں کے ذریعے ہی ہو پائی ہے۔ گویا ترجمے نے ہمارے ادب کو مختلف انداز سے روشناس کرایا ہے اور اس کے دامن کو وسیع سے وسیع تر کیا ہے۔

اس طرح تراجم نگار کی حیثیت صرف ادیب ہی نہیں بلکہ اپنی تہذیب و ثقافت کے نمائندہ سفیر کی بھی ہیں جو انسانی معاشرے میں افہام و تفہیم کی فضاء پیدا کرنے میں معاون و مددگار ہوتے ہیں، اس کے برعکس اگر یہی کام غلط نیت و ارادے یا ناقص فن و ہنر کے ساتھ کیا جائے تو یہی ترجمہ شدہ تحاریر معاشرے میں فساد برپا کرنے کا سبب بھی بن سکتی ہیں گویا ترجمہ وہ پل صراط ہے جس میں فن و ہنر کا توازن ہی تحریر کو ایک سے دوسری دنیا میں بخوبی پہنچانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

Publish Research Article
International Level Multidisciplinary Research Journal For All Subjects

Dear Sir/Mam,

We invite unpublished Research Paper,Summary of Research Project,Theses,Books and Books Review for publication,you will be pleased to know that our journals are

Associated and Indexed,India

- Directory Of Research Journal Indexing
- International Scientific Journal Consortium Scientific
- OPEN J-GATE

Associated and Indexed,USA

- DOAJ
- EBSCO
- Crossref DOI
- Index Copernicus
- Publication Index
- Academic Journal Database
- Contemporary Research Index
- Academic Paper Databse
- Digital Journals Database
- Current Index to Scholarly Journals
- Elite Scientific Journal Archive
- Directory Of Academic Resources
- Scholar Journal Index
- Recent Science Index
- Scientific Resources Database

Review Of Research Journal
258/34 Raviwar Peth Solapur-
413005,Maharashtra
Contact-9595359435
E-Mail-ayisrj@yahoo.in/ayisrj2011@gmail.com